بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غفار جنبہ صاحب سے احمدیہ نیوز کا انٹرویو

ابتدائی سوالات

احمدیہ نیوز۔سوال ۱۔ جنبہ صاحب کم سے کم الفاظ میں اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں کچھ بتانا پسند فرمائیں گے؟

جواب جنبہ صاحب۔ خاکسار مارچ ۱۹۵۴ء میں کسی نامعلوم تاریخ کو موضع ڈاور اپنے ڈیرہ بنام ''وکیل والا'' پر صبح کے وقت پیدا ہوا تھا۔ میں چھ ماہ کا تھا جب میرے والد چوہدری شیر محمد صاحب فوت ہوگئے۔ میری والدہ غلام فاطمہ صاحبہ پچھلے سال ۱۱ جولائی ۲۰۰۴ء کو فوت ہوئیں ہیں۔ میرے والدین موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ ہم پانچ بھائی بہن ہیں اور خاکسار سب سے چھوٹا ہے۔ میرا تعلق جاٹوں کی شاخ جنبہ سے ہے۔ خاکسار نے ۱۹۸۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس میں ایم اے کیا۔ مزید اعلی تعلیم کیلئے تیاری کررہا تھا کہ وہ عظیم الشان روحانی واقعہ جس کا میں اپنی کتاب اور دیگر مضامین میں ذکر کرچکا ہوں وقوع پذیر ہوگیا۔ میری شادی اکتوبر ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ شادی کے بعد ایک خواب میں اللہ تعالی نے مجھے تین لڑکوں کی خبر دی اور بعد ازاں بشارت کے مطابق یہ تینوں لڑکے پیدا ہو گئے۔ الحمدللہ

احمدیہ نیوز۔سوال ۲۔ مختصر الفاظ میں آپ کا دعوی کیا ہے اور اسے آپ کن الفاظ میں پیش کرنا پسند فرمائیں گے؟

جواب جنبہ صاحب۔ اللہ تعالی نے حضرت مسیح موعودؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں ایک زکی غلام کا وعدہ بخشا تھا۔ بعد ازاں اس زکی غلام کی بشارت ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی۔ یہی موعود ''**غلام مسیح الزماں**'' ہونے کا مجھے دعوی ہے۔ حضورؑ نے اپنے اس زکی غلام کو ''مصلح موعود'' کا نام بھی دیا ہے۔

احمدیہ نیوز۔سوال ۳۔ کیا آپ کا دعوی مامور من اللہ کا ہے اور اگر ہے تو کیا خدا تعالی کے وہ الفاظ وحی یا الہام پیش کرنا پسند فرمائیں گے جس کے نتیجہ میں آپ نے یہ دعوی فرمایا ہے۔ یا آپ کا یہ دعوی اپنے فہم پر منحصر ہے؟

جواب جنبہ صاحب۔ اس سوال کا جواب دینے کیلئے میں ذرا تفصیل میں جاؤنگا۔ وحی والہام کیا ہے؟ وحی والہام کے لغوی معنی کسی کو کوئی چیز سمجھانا، خفیہ اشارہ کرنا، دل میں ڈالنا اور حکم دینا کے ہیں اور اس کی لامحدود اقسام ہیں۔ مثلاً وحی متلو اور غیر متلو۔ وحی جلی اور خفی۔ وحی تسخیر۔ کشف اور خواب وغیرہ۔ چند وحی کی مثالیں قرآن مجید سے درج کرتا ہوں۔

مثال ۱۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتًا و من الشجر و مما یعرشون o (۱۶۔۶۹) اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی یعنی حکم دیا کہ پہاڑوں میں درختوں میں اور لوگوں کی بنائی ہوئی عمارتوں میں اپنے چھتے بنا۔

اب اس آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے شہد کی مکھی کو وحی کی یعنی اسے حکم دیا یا اسکے دل میں یہ بات ڈال دی کہ تو یہ یہ کام کر یعنی اللہ تعالی نے ایک راستہ اور منزل بتا کر اسے اس پر لگا دیا۔ اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ شہد کی مکھی ایک کام کیلئے مسخر ہوگئی یا مامور کردی گئی۔

مثال ۲۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ واوحینا الی ام موسی ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تحزنی انارادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین o (۲۸۔۸) اور ہم نے موسی کی ماں کی طرف وحی کی تھی کہ اس کو دودھ پلا۔ پس جب تو اسکے متعلق خائف ہو تو اسکو دریا میں ڈال دے اور ڈر نہیں اور نہ کسی پچھلے واقعہ کی وجہ سے غم کر ہم اسکو تیری طرف واپس لائیں گے اور اسکو رسولوں میں سے بنائیں گے۔

اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کیلئے اس آیت کی تفسیر میں خاکسار دو مسلمہ مفسروں کے حوالے درج کرتا ہے۔

(۱) ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔ ''پس جب کہ والدہ موسی ہر وقت کبیدہ خاطر، خوف زدہ اور رنجیدہ رہنے لگیں تو اللہ نے انکے دل میں خیال ڈالا کہ اسے دودھ پلاتی رہے اور خوف کے موقعہ پر انہیں دریائے نیل میں بہادے۔ جس کے کنارے پر ہی آپ کا مکان تھا۔'' (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۰۱)

(۲) مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں۔ ''اوحینا میں وحی سے الہام اور القاء فی القلب مراد ہے یعنی ہم نے موسی کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ابھی اسے اپنے پاس چھپائے رکھو اور اسے دودھ پلاتی رہو۔ اگر اسکے قتل کا خطرہ لاحق ہو تو اسے صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دینا۔'' (جواہر القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۵۳)

میں یہاں عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی عورت اپنے شیر خوار بچے کو ایک مضبوط صندوق میں بند کرکے بھی دریا میں بہاتی ہے تو بھی ایسا کرنا بظاہر اپنے بچے کو موت کے حوالے کرنے کے مترادف ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی عورت ایسا کام کیا شک، وہم یا قیاس کی بنیاد پر کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس حالت میں وہ ضرور سوچے گی کہ شاید میرے چھپانے سے بچہ بچ جائے اور دشمنوں کے ہتھے نہ چڑھے۔ لیکن صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالنا تو قطعی طور پر موت کے حوالے کرنے والی بات ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ ام موسی کو جو وحی ہوئی اور جو اسکے دل میں خیال ڈالا گیا یا القاء فی القلب کیساتھ اسے حکم ہوا تو یہ القاء فی القلب یا دل کا خیال کتنا عظیم الشان تھا کہ اس نے ام موسی کو اتنا حق الیقین بخش دیا کہ وہ اپنے لخت

جگر کو صندوق میں ڈال کر دریا میں بہانے پر کمر بستہ یا مامور ہو گئی۔ بظاہر یہاں اسے کوئی لفظی وحی نہیں ہوئی بلکہ القاءِ فی القلب ہی ہوا اور ایک بات اسکے دل میں ڈال دی گئی۔ اس آیت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات وحی متلو یعنی لفظی وحی کے بغیر ہی القاءِ فی القلب یا کوئی بات دل میں ڈالنے سے کوئی انسان کسی کام کیلئے مامور ہو جاتا ہے۔

مثال۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلما بلغ معه السعى قال يبنى انى ارى فى المنام انى اذبحک فانظر ما ذا ترى ط قال يابت افعل ما تومر ستجدنى ان شاء الله من الصبرين o (۲۳۔۱۰۳) پھر جب بچہ اتنی عمر کو پہنچا کہ اسکے ساتھ چلے پھرے تو ابراہیم نے کہا میرے پیارے بچے میں خواب میں اپنے تئیں تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جو حکم کیا جاتا ہے اسے بجا لایئے انشاءاللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ اس آیت کی تشریح میں خاکسار پھر ایک حوالہ نقل کرتا ہے۔ مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں۔

’’فلما بلغ الخ جب بیٹا ذرا بڑا ہو کر کاموں میں والد گرامی کا ہاتھ بٹانے لگا اور سات آٹھ برس کا ہو گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ متواتر تین دن انہوں نے یہ خواب دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔ چنانچہ بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بتاؤ اب تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹا فوراً سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے مجھے ذبح کرنے کا حکم ہے کیونکہ انبیاءؑ کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں۔‘‘ (تفسیر جواہر القرآن جلد۳ صفحہ ۱۰۰۱)

اب ان الفاظ میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ متواتر تین دن حضرت ابراہیمؑ نے یہ خواب دیکھا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں تو نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ واقعہ اسی طرح ہوا ہوگا۔ ایک باپ کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کی اس قسم کی عظیم الشان آزمائش کرنا چاہے یا پھر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے کوئی بڑا اور عظیم الشان کام لینا چاہے تو وہ اس بندے کو خواب اس رنگ میں دکھاتا ہے کہ اس خواب کے سچا ہونے میں خواب بین کیلئے کسی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ اور خواب میں جو پیغام یا حکم بھی دیا جائے اسے اس میں حق الیقین حاصل ہو جائے۔ اور عین ممکن ہے یقین دینے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو تین دن متواتر یہ خواب دکھایا ہو۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کتنا عظیم الشان خواب تھا اور کس عظیم الشان رنگ میں اپنے بندے کو دکھایا گیا کہ وہ اپنے اکلوتے لخت جگر کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار یا مامور ہو گئے۔ اس عظیم الشان قربانی کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ پر کوئی لفظی وحی نہیں نازل کی تھی۔ صرف ایک خواب دکھایا اور اس رنگ میں دکھایا کہ ابوالانبیاءؑ کو کسی لفظی وحی کی ضرورت نہ رہی اور وہ ساری بات سمجھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے جگر گوشہ کو قربان کرنے کیلئے مامور ہو گئے۔ اس حوالہ میں یہ جو کہا گیا ہے کہ ’’انبیاءؑ کے خواب وحی کا حکم رکھتے ہیں‘‘ تو خاکسار اس میں اتنا اضافہ کرتا ہے کہ نہ صرف انبیاءؑ کے خواب ہی وحی کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ہر ولی اور ہر مومن کا خواب بھی وحی کا حکم رکھتا ہے بشرطیکہ وہ خواب سچا ہو۔ جس خواب میں اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے یا جسے وہ برگزیدہ کرنا چاہے کوئی مشن سونپتا ہے تو وہ خواب اسے اس رنگ میں دکھاتا ہے کہ خواب بین کو اس کے سچا ہونے میں ادنیٰ سا بھی شک نہیں رہتا اور نہ ہی اسے کسی لفظی وحی کی ضرورت رہتی ہے۔

اب شہد کی مکھی کا شہد بنانے کے لیے مامور ہو جانا یا ام موسیٰؑ کا القاءِ فی القلب کے بعد اپنے لخت جگر کو دریا میں بہا دینا یا ابوالانبیاءؑ کا خواب دیکھنے کے بعد اپنے اکلوتے جگر گوشے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہو جانا کیا یہ سب ان کے فہم کا نتیجہ تھے؟ نہیں بالکل نہیں۔ میرے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی واقعہ ہوا۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک منظوم دعا سکھلائی جو درج ذیل ہے

اے میرے اللہ اب تو میری پکار سن لے
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے

میں گنہگار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسوں اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسوں بہا رہا ہوں
دردر کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہا ہوں

تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھادے

ہر آن رکھوں دیں کو، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہردم

اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاؤں

اسلام پر جیُوں میں، اسلام پر، مروں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں

برائی سے بچوں، اور زباں پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

پھر دعا سکھانے کے چند ماہ بعد ایک مختصر خواب دکھائی۔ خواب میں یہ خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے روبرو کھڑا ہے۔ حضورؑ خاکسار سے فرماتے ہیں۔ ’’غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو۔‘‘ اور میں حضورؑ کیساتھ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہی دعا پڑھ رہا ہوں کہ میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ جب میں نے چند ماہ پہلے چند منٹوں میں یہ دعائیہ اشعار لکھے تھے اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ الہامی اشعار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالے ہیں۔ اب جب میں خواب میں حضورؑ کیساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتا ہوں تب بھی مجھے کوئی ایسا خیال نہ آیا کہ میں ان منظوم اشعار کو الہامی سمجھ لوں۔ اس وقت نہ اس خواب کی تعبیر کا علم تھا اور نہ ہی اس کی تعبیر جاننے کیلئے کسی عالم کے پاس گیا۔ ہاں اتنا یقین ضرور ہوا کہ یہ ایک بڑی مبارک خواب ہے وبس۔ وقت گزرتا گیا اور بالآخر وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کا وہ مبارک لمحہ آ گیا جب میں ’’نیکی‘‘ اور ’’علم‘‘ کی ماہیت جاننے کیلئے رب العزت کے حضور سر بسجدہ ہو گیا۔ اس سجدہ میں خاکسار کو آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی حصول علم کی الہامی دعائیں پڑھنے کی توفیق مل گئی جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱) رب زدنی علمًا۔ (القرآن ۲۰=۱۱۵ و تذکرہ صفحہ ۳۱۰)۔ اے میرے رب! مجھے میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔

۲) رب علمنی ما ھو خیر عندك۔ (تذکرہ صفحہ ۵۵۸) اے میرے رب! مجھے وہ کچھ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔

۳) رب ارنی انوارك الكلية۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۴) اے میرے رب! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیطِ کل ہیں۔

۴) رب ارنی حقائق الاشیاء۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۳) اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

۵) اے ازلی ابدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔ (تذکرہ صفحہ ۶۰۰)

اور پھر اس سجدہ میں ہی میری کایا پلٹ گئی اور مجھے کامل یقین ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعائیں میرے حق میں بارگاہ ایزدی میں قبول ہو گئیں ہیں۔ اور ’’نیکی‘‘ اور ’’علم‘‘ کے متعلق بہت سارا علم میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ پھر اسی دن یا اگلے دن ’’نیکی خدا ہے‘‘ ایسا عظیم الشان الٰہی نظریہ مجھے الہام ہو گیا۔ انہی دنوں اللہ تعالیٰ نے میری اس خواب کی طرف توجہ مبذول کروائی جس میں خاکسار نے حضورؑ کے حکم پر آپکے ساتھ اور آپ ہی کی پیروی میں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر منظوم دعائیہ اشعار پڑھے تھے۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ یہ منظوم دعائیہ اشعار میں نے نہیں بنائے تھے بلکہ الہامی طور پر میرے دل میں ڈالے گئے تھے۔ بعد ازاں میرے دل میں بار بار یہ القاء ہوا کہ یہ ’’نیکی کی ماہیت‘‘ کا علم تجھے حضورؑ کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ملا ہے جو خواب میں کی گئی تھی۔ اب تک بھی مجھے قطعی طور پر یہ پتہ نہ چلا تھا کہ خاکسار ہی غلام مسیح الزماں یا مصلح موعود ہے۔ دسمبر ۱۹۸۳ء کے آخر میں جو ربوہ میں جلسہ سالانہ منعقد ہوا تھا۔ یہ جلسہ سالانہ خاکسار نے بھی اٹنڈ کیا تھا۔ جلسے کے پہلے دن خلیفہ رابع کی افتتاحی تقریر سے پہلے انہی کا منظوم کلام جو بعد میں ’’مرد حق کی دعا‘‘ کے عنوان سے بھی شائع ہوا پڑھا گیا تھا۔ میں نے بھی اس نظم کو جلسہ میں سنا تھا۔ لیکن مجھے اس وقت کوئی خبر نہیں تھی کہ اس نظم میں کیا کچھ بیان ہو گیا ہے؟ چند ماہ بعد اپریل یا مئی میں پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ اس نظم کے تین اشعار کا تیرے ساتھ تعلق ہے۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا
آج بھی دیکھنا **مرد حق کی دعا**، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا ، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

پھر اللہ تعالی نے بار بار میرے دل میں یہ ڈالا کہ یاد کر اپنی وہ خواب جس میں تو نے امام آخر الزماںؑ کیساتھ آسمان کی طرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تھے۔ اب مامور من اللہ ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالی کسی شئے یا کسی انسان کو اپنی وحی کے ذریعہ کسی اہم کام پر مامور کر دے۔ اب جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو خواب دیکھنے کے بعد اس میں شک نہ رہا کہ انہیں اپنے لخت جگر کو اللہ تعالی کی راہ میں قربان کرنے کا حکم ہو چکا ہے یا جس طرح ام موسیٰؑ کو وحی یعنی القاء فی القلب کے بعد یہ یقین ہو گیا کہ مجھے اپنے جگر گوشہ کو دریا میں بہانے کا حکم ہو چکا ہے یا جس طرح شہد کی مکھی وحی کے بعد اپنے کام پر مامور ہو گئی۔ اسی طرح مجھے بھی خلیفہ رابع کے اس شعر کے بعد اپنے ”غلام مسیح الزماں“ یعنی مصلح موعود ہونے میں کوئی شک نہ رہا اور میں اپنے رب کے آگے لاجواب ہو گیا۔ اور اب مجھے حق الیقین ہو گیا کہ مجھ خاکسار کو اللہ تعالی نے صداقت اسلام اور فتح اسلام کیلئے مامور کر دیا ہے۔ اسکے بعد بڑی تیزی کیساتھ اللہ تعالی میرے دل پر وحی خفی نازل فرما کر مجھے ”نیکی کی ماہیت“ سمجھاتا چلا گیا اور میں لکھتا چلا گیا۔ اور آخر میں اللہ تعالی نے مجھے یہ سمجھا دیا کہ یہی الٰہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی حقیقت پر مشتمل ہے اور یہی تیرے ”غلام مسیح الزماں“ یعنی مصلح موعود ہونے کا الہامی اور قطعی ثبوت ہے۔

یہاں پر قارئین کیلئے ایک اور بات عرض کرتا ہوں کہ ہر مجدد، مصلح یا نبی مامور من اللہ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالی ہی کی راہنمائی میں تجدید اور اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ اور وہ مجدد یا مصلح جو موعود بھی ہو تو اسکے مامور من اللہ ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہوتا بشرطیکہ اسکے پاس اپنی سچائی کا ثبوت ہو۔ اگر کوئی مدعی اپنے دعوی کے ثبوت میں بہت سارے الہامات پیش کرے تو ایسے الہامی دعوی کی مخالف کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہوتی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ خواب یا الہام تیرے نفس کی باتیں ہیں۔ قرآن عظیم سے بڑھ کر کوئی الہامی کتاب نہیں ہو سکتی لیکن منکروں نے اسے بھی آنحضورﷺ کی شاعری یا پریشان خوابیں کہہ کر رد کر دیا تھا۔ ہاں الہامی ثبوت ایک ایسا نشان ہوتا ہے کہ اگر مخالفوں اور منکروں میں نیکی اور شرافت ہو تو انہیں اسکے آگے ضرور جھکنا پڑتا ہے۔ میں یہاں پر حضرت مہدیؑ کی مثال دیتا ہوں۔ آپؑ کا مسیح و مہدی ہونے کا دعوی الہامی تھا۔ لیکن اس الہامی دعوی کا آپکے منکروں پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ آپکے اس الہامی دعوی کو آپکی نفس کی باتیں سمجھتے رہے۔ لیکن جب آنحضورﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آسمان پر ماہ رمضان کی معین تواریخ پر کسوف و خسوف ہو گیا تو یہ آپکے سچے مہدی ہونے کا قطعی ثبوت تھا۔ اور یہ قطعی ثبوت یا نشان آپکے تمام الہامات پر بھاری تھا اور اس کا انکار کرنا آپکے مخالفوں پر بھی گراں ہو گیا۔ یہی معاملہ خاکسار کے ساتھ بھی ہو گیا۔ میں نے جب دس جون ۲۰۰۲ء کو اپنا تحریری دعوی کتاب ”غلام مسیح الزماں“ کی شکل میں خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیجا اور انہیں یہ بھی کہا کہ میرے اس دعوی کا آپ بیشک لوگوں میں اعلان کر دیں۔ لیکن خلیفہ رابع دنیا کی طرف جھک گیا اور اس نے میرے دعوی کو اپنے آخری سانس تک چھپائے رکھا۔ حتی کہ اس دنیا سے گزر گیا۔ اس نے میرا دعوی اپنی زندگی میں کیوں چھپائے رکھا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مرزا منصور احمد کی وفات پر اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء میں اپنے جانشین مرزا مسرور احمد کا بالواسطہ تعین کر کے اسکا اظہار بھی کر چکا تھا۔ اور اب وہ سمجھتا تھا کہ اگر میں نے اس ناقابل تردید دعوی کا اعلان کر دیا تو ہمارے باپ کی مصلح موعودیت بھی گئی اور ہمارے خاندان سے خلافت بھی گئی۔ وہ اپنی زندگی میں اپنے متعلق ”ایک مرد خدا“ جیسی کتابیں چھپاتا رہا۔ لیکن وہ تو ”ایک مرد نفس“ نکلا۔ اگر وہ مرد خدا ہوتا تو ضرور اپنی زندگی میں میرے دعوی کا اعلان بھی کرتا اور اگر اسکی نظر میں یہ دعوی غلط ہوتا تو ضرور اسے دلائل کیساتھ جھٹلاتا بھی۔ اور اس طرح اسکی زندگی میں ہی دنیا دیکھ لیتی کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ لیکن اب بھی انشاء اللہ تعالی دنیا ضرور سچ کو دیکھے گی۔

پھر آنحضورﷺ کی پیشگوئی کے مطابق انہی معین تواریخ میں یعنی ۱۳ رمضان ۱۴۲۴ھ بمطابق ۸ نومبر ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ پہلے خسوف ہوا اور پھر ۲۸ رمضان ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۳ نومبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار کسوف بھی ہو گیا۔ یہ واقعہ بنیادی طور پر آنحضورﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مہدیؑ کی سچائی کیلئے ۱۸۹۴ء میں رونما ہو چکا تھا لیکن ایک بار پھر آپؑ کے موعود غلام کی سچائی کیلئے بھی ایک سو آٹھ سال بعد دوبارہ وقوع پذیر ہو گیا۔ لیکن غلام مسیح الزماں کی سچائی کا اصل ثبوت یا الہامی ثبوت اسکی درج ذیل الہامی علامات ہیں۔

”وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول والاخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔“

ان علامات میں بھی اسکی عظیم الشان مرکزی علامت اس کا ”مظہر الاول والاخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔“ ہونا ہے اور میں پوری جماعت بلکہ پوری دنیا کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ آؤ میرے الٰہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ میں الہامی پیشگوئی کی اس مرکزی علامت کا مشاہدہ کر لو۔

اگر کسی ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ خلیفہ ثانی نے بھی تو اپنا دعوی مصلح موعود ایک خواب ہی کی بناء پر کیا تھا۔ تو پھر وہ دعوی سچا کیوں نہیں ہو سکتا؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ میں اپنے

طویل مضمون بعنوان ''خلیفہ ثانی کے دعوی مصلح موعود کا تجزیہ اور اسکی حقیقت'' میں خلیفہ ثانی کی انتہائی طویل خواب اور اپنی انتہائی مختصر خواب پر خوب تقابلی رنگ میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ قارئین اس مضمون کو پڑھ کر میری اور خلیفہ ثانی کی خواب کا خوب اندازہ کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی میرے ساتھ اس طرح نہیں ہوا کہ آج خواب دیکھی اور اگلے دن دعوی ٹکا دیا بلکہ خواب دیکھنے اور دعوی کرنے میں کافی طویل وقت ہے۔ اور پھر خواب بھی اس رنگ میں دکھائی گئی کہ میں اپنے رب کے حضور خوف سے کانپنے لگا۔ اور پھر خلیفہ رابع کے متذکرہ بالا شعر کے بعد تو میرے لیے نہ کسی لفظی وحی کی ضرورت رہی اور نہ ہی حضرت ابراہیمؑ کی طرح میرے اندر اتنا دم خم رہا کہ میں اس کام کا انکار کر سکوں جس کیلئے مجھے متعین کیا جا چکا تھا۔ اگر خلیفہ ثانی کا دعوی مصلح موعود سچا تھا تو الہامی پیشگوئی کا ثبوت انہیں ملنا چاہیے تھا نہ کہ مجھ ان پڑھ کو۔ (نوٹ۔ ان پڑھ ہونے سے میری مراد میرا مذہبی اور فلسفیانہ طور پر ان پڑھ ہونا ہے) خاکسار اس موقعہ کی مناسبت سے اپنی زندگی کے ایک مخفی واقعہ کا بھی یہاں ذکر کرتا ہے۔ وہ یہ کہ جب میرے والد صاحب بستر مرگ پر لیٹے ہوئے تھے تو آپ کی بہنوں نے آپ سے یہ سوال کیا تھا کہ آپکے باقی بچے تو بڑے ہیں لیکن عبدالغفار بہت چھوٹا ہے۔ آپ اس کو کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ میرے والد صاحب نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا ''میں اسے اللہ تعالی کے حوالے کر رہا ہوں''۔ چونکہ یہ بات مشہور و مشہود ہے اور خود حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۵۸ پر فرمایا ہے کہ ''اور خدا تعالی کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگوں کو کوئی خواب یا الہام ہو جاتا ہے۔'' اس لیے یہ یقینی بات ہے کہ میرے والد صاحب کو بھی ام موسیٰ کی طرح کوئی الہام یا القاء فی القلب ہو گیا ہوگا کہ وہ اپنے شیر خوار بچے کو اللہ تعالی کے حوالے کر دے۔ تا اس طرح اللہ تعالی کے پیشگوئی مصلح موعود میں وہ الفاظ پورے ہو جائیں کہ ''ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔''

احمدیہ نیوز سوال ۴۔ اپنا دعوی جماعت کے سامنے پیش کرنے کیلئے آپ نے کونسے طریقے اپنائے؟

جواب جنبہ صاحب۔ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں موعود غلام مسیح الزماں ہونے کی رحمت اگر کوئی عام احمدی پا جائے تو اس پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنا دعوی بمعہ ثبوت اس وقت کے خلیفہ کے آگے رکھ دے۔ پھر اس خلیفہ کی ذمہ داری ہے کہ اگر وہ مدعی سچا ہے تو اسکی سچائی کا اعلان کر دے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکے دعوی کو دلائل کیساتھ جھٹلانے کا فریضہ سر انجام دے۔ میں نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔ میرے یہ تینوں خطوط میری ویب سائٹ پر موجود ہیں اور جو جوابات اس وقت کے خلیفہ نے دیئے وہ بھی میری ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ خلیفہ رابع کے گزرنے کے بعد اسی سال ۱۲دسمبر ۲۰۰۳ء کو میں نے اپنی ویب سائٹ www.Alghulam.com پر اپنا دعوی غلام مسیح الزماں دنیا کے آگے پیش کر دیا تھا اور موجودہ حالات میں میرے لیے یہی ممکن تھا اور میں نے یہ کر دیا۔

احمدیہ نیوز سوال ۵۔ آپکے دعوی کو اب تک جماعت میں کتنی پذیرائی حاصل ہوئی اور آئندہ آپ احباب جماعت سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟

جواب جنبہ صاحب۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ ابو الانبیاء حضرت ابراہیمؑ پر ابتداء میں صرف آپ کا ایک بھتیجا حضرت لوطؑ ایمان لائے تھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ پر بھی ابتداء میں چند بنی اسرائیلی نوجوان ایمان لائے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے گرد بھی چند حواری اکٹھے ہوئے اور ان میں سے بھی بعض بوقت صلیب لڑکھڑا گئے۔ حضرت محمد ﷺ پر بھی مکی زندگی کے ابتدائی ۱۲ سالہ دعوت تبلیغ کے نتیجہ میں ۱۲۵ سے ۱۵۰ تک مرد و زن اور بچے اور بوڑھے ایمان لائے تھے۔ یہی معاملہ حضرت مسیح موعودؑ کیساتھ ہوا لیکن آپکے وقت میں لوگ قدرے آزاد تھے۔ آپؑ کے بعد افراد جماعت کو ایک غلامانہ نظام میں باندھ کر انکی ایسی ذہنی تطہیر کی گئی کہ وہ بیچارے گھر میں ہی اسیر بن کر رہ گئے۔ جو لوگ آزادی ضمیر ایسا بنیادی اور پیدائشی حق بھی غصب کروا بیٹھے ہوں خاکسار ان سے کیا پذیرائی کی توقع رکھے؟ یہ لوگ تو ویسے ہی بڑے مظلوم اور قابل رحم ہیں۔ بہر حال وقت کے ساتھ ساتھ انکے ذہنی قفل ضرور کھلیں گے اور یہ محمودی اسیری سے ضرور رہائی پائیں گے۔ جب کوئی بندہ اذن الٰہی کیساتھ کسی قوم کی اصلاح کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو ابتداء میں وہ اور اسکی قوم ایک ابتلاء سے ضرور گزرتے ہیں۔ آخری نتیجہ الٰہی منشاء کے موافق ہی نکلتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔

احمدیہ نیوز سوال ۶۔ احمدیہ نیوز کیلئے کوئی پیغام اور احمدیہ نیوز کے ذریعہ جماعت کیلئے کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب جنبہ صاحب۔ اس وقت جماعت احمدیہ کی بہت قابل رحم حالت ہے۔ ہر احمدی ڈرا اور سہما ہوا ہے کہ کہیں وہ اخراج کی زد میں نہ آ جائے۔ ایسے پر آشوب دور میں احمدیہ نیوز کا کلمہ حق کیلئے آواز اٹھانا بڑا جرأت مندانہ قدم ہے۔ اللہ تعالی آپکو بیش از پیش کامیابیاں عطا فرمائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''بہترین جہاد ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہنا ہے''۔ آزادی ضمیر کیلئے آپکی کوششیں بھی ضرور رنگ لائیں گی اور جماعت احمدیہ میں انشاء اللہ یہ ظلم و جبر کا دور ضرور ختم ہوگا۔ اور اس طرح تاریخ احمدیت میں احمدیہ نیوز کا نام بھی ضرور زندہ رہے گا۔ ثانیاً میں آپ سے درخواست کرونگا کہ اگر ہو سکے تو آپ علمائے جماعت اور انکے سربراہ کو گھیر گھار کر خاکسار کے مقابلہ پر لے آؤ۔ اسکے بعد آپ صرف تماشا دیکھنا۔ احمدیہ نیوز کے ذریعہ افراد جماعت کیلئے بھی میرا یہی پیغام ہے کہ اگر آپ سچائی جاننا چاہتے ہیں تو آپ اپنے سربراہ اور اپنے علماء کو خاکسار کے مقابلہ پر کھڑا کرو تو پھر آپکو پتہ چل جائے گا کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا؟ آپ کوشش کر کے دیکھ لیں لیکن مجھے لگتا نہیں کہ یہ لوگ خاکسار کے مقابلہ پر نکلیں کیونکہ انہیں اپنی بنیاد کا بخوبی علم ہے۔ اور پھر

آپ کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہے کہ آپ خود فیصلہ کریں کہ سچائی کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ ؎

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ تحریر میں ۔ آنے والے دور کی ہلکی سی اک تصویر دیکھ

بہر حال حضرت مسیح موعودؑ کا موعود غلام اپنے قطعی اور الہامی ثبوت کیساتھ آپ سب کے درمیان کھڑا ہے۔ مزید برآں اللہ تعالی اسکی سچائی پر خلیفہ رابع سے تصدیقی مہر بھی ثبت کرا چکا ہے۔ اب آپ کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ آپ سب اپنے ارباب اختیار کو جھنجھوڑیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ علمائے جماعت اور کرتا دھرتا افراد جماعت کا یہ کہنا کہ ہم عبدالغفار جنبہ سے اس لیے بات نہیں کرتے تا کہ اسکی اہمیت نہ بن جائے۔ یہ سب بچگانہ عذرات ہیں۔ اللہ تعالی نے تو پوری جماعت کو میرے مقابلے پر مغلوب کر دیا ہے۔ کیا آپ سب کیلئے یہ لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ اگر آپ نے اپنے اس اخلاقی فریضہ سے پہلوتہی کی تو آپ اس دنیا میں بھی اور روز آخرت میں بھی اللہ تعالی کے حضور جواب دہ ہوں گے۔

والسلام

خاکسار عبدالغفار جنبہ۔ مورخہ ۴ جنوری ٢٠٠٦ء